ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

احمد ندیم قاسمی کے چند غیر مطبوعہ خط بنام امین راحت چغتائی

ABSTRACT

"A Few Unpublished Letters of Ahmad Nadeem Qasmi to Amin Rahat Chughtai"

By Dr. Arshad Mahmood Nashad, Associate Professor, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

An epistle is a cardinal source of research. Not only it reveals the personality, disposition, likes and dislikes, customs, habits and attitudes of the addresser and addressee but also throws light on their times and backdrop. This is the reason that the letters of literati are considered a research heritage and the students, scholars and researcher are benefitted from them in their scholarly pursuits. Keeping this aspect in view, in this article, a few unpublished letters of prominent poet and short story writer Ahmad Nadeem Qasmi are being presented. These letters were addressed to famous writer and poet Amin Rahat Chughtai. Many literary and scholarly topics are discussed in these letters and we come to know about the personal and literary relationship of two distinguished writers. The writer has included brief biographical sketch of Amin Rahat Chughtai and added footnotes for a better understanding of the letters.

Keywords: Letter, Unpiblished, Ahmed Nadeem Qasmi, Amin Rahat Chughtai.

[۱]

امین راحت چغتائی[۱۹۳۰ء تا ۲۰۲۱ء] کا شمار بلاشبہ اُن صاحبانِ فکر ونظر اور وارثانِ لوح وقلم میں ہوتا ہے، جنھوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصّہ علم وادب کی آبیاری اور شعر وادب کی تخلیق میں بسر کیا۔ستر سال کے طویل عرصے پر پھیلا ہوا اُن کا علمی وادبی سفر جہاں اُن کے تخیل کی شادابی،فکر کی تازگی،مزاج کی ہمہ رنگی اور ہُنر کی سلیقہ مندی کا آئینہ دار ہے وہاں علم وادب کے ساتھ اُن کی غیر معمولی وابستگی کا نقیب بھی ہے۔انھوں نے نظم ونثر کی متعدد اصناف میں فکر وفن کے پھول کھلا کر دیارِ علم وادب کی زیب وزینت اور وقار میں اضافہ کیا۔وہ شعر وادب کی تہذیبی قدروں کا گہرا عرفان رکھنے والے شعرا میں شامل تھے۔ان کی شاعری روایت اور جدت کے حسنِ امتزاج کا مرقع ہے۔وہ ترقی پسند تحریک سے متاثر ہی نہیں بلکہ اس

کا حصّہ بھی رہے مگر ان کی ترقی پسندی اخلاقیات اور مذہب سے تواتر وتسلسل کے ساتھ کسبِ فیض کرتی رہی۔انھوں نے غزل اورنظم کے ساتھ ساتھ نسبتاً جدید شعری اصناف ہائیکو اورسین ریو میں بھی کلام کہا اور اپنے عصری مسائل ومیلانات کو نہایت مہارت اور ہنرمندی کے ساتھ شعری لباس عطا کیا۔ان کی نعت، جدید اُردو نعت میں اپنے موضوعات کے پھیلاؤ اور تکنیک کے دل آویز زاویوں کے ساتھ نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ان کا ذوقِ تحقیق اور شعورِ نقد ان کے گراں قدر مقالات اور مضامین میں لَو دیتا ہے۔اتنی ساری جہات میں وقیع اور قابلِ قدر خدمات انجام دینے کے باوجود وہ گوشہ نشین رہے۔درویشی اور فقیری کے رنگ اُن کے مزاج میں گھلے ہوئے تھے۔انھوں نے نام ونمود سے بے پروا اور صلہ وستائش سے بے نیاز رہ کر علم وادب کے متعدد شعبوں کی ثروت میں غیر معمولی اضافہ کیا۔

امین راحت چغتائی کا اصل نام میرزا محمد امین بیگ ہے۔آپ کی تاریخ پیدائش اسکول ریکارڈ کے مطابق یکم جون ۱۹۲۹ء ہے جو درست نہیں، صحیح تاریخ پیدائش ۱۵/اکتوبر ۱۹۳۰ء ہے۔آپ رنگون (برما) میں میرزا غلام شبیر کے گھر پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم رنگون اور ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) کے تعلیمی اداروں میں حاصل کی۔آپ کے والدِ گرامی میرزا غلام شبیر اپنے عہد کے ممتاز طبیب اور علمی شخصیت تھے۔قیامِ پاکستان سے بہت عرصہ قبل انھوں نے راول پنڈی میں اپنا مطب قائم کر لیا تھا۔تقسیمِ ہند کے بعد امین راحت چغتائی بھی مستقلاً یہیں آ گئے۔انھوں نے گورڈن کالج، راول پنڈی سے بی اے (آنرز) اور جامعۂ پنجاب سے ایم اے اُردو اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت اور وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ روزنامہ نوائے وقت، راول پنڈی کے نیوز ایڈیٹر اور روزنامہ کوہستان کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر رہے۔بعد ازاں سفارت خانۂ جاپان سے بہ طور پریس ایڈوائزر منسلک ہوئے اور ۲۷ سال کی طویل خدمات کے بعد اسی ادارے سے سبک دوش ہوئے۔۲۱/مارچ ۲۰۲۱ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

چغتائی صاحب نے ۱۹۴۵ء سے شعر وادب کے کوچے میں قدم رکھا۔آپ کا پہلا مطبوعہ مضمون ''جمہوریت اور اسلام'' ہے جو روزنامہ زمیندار کے ادارتی صفحے پر ۲۴/ستمبر ۱۹۴۸ء کو شائع ہوا۔ستر سال سے زیادہ عرصہ انھوں نے تسلسل اور تواتر کے ساتھ لکھا۔ان کی شاعری اور مضامین اُردو کے ممتاز اخبارات اور رسائل کی زینت بنتے رہے، جنھیں دیارِ علم وادب میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور ممتاز اہلِ نقد ونظر نے ان کی نگارشاتِ نظم ونثر پر عمدہ خیالات کا اظہار کیا۔زندگی کے آخری ایام میں انھوں نے اپنی زندگی کے احوال کو ''سیرِ گریباں'' کے عنوان سے لکھنا شروع کیا مگر افسوس کہ ان کی یہ خود نوشت مکمل نہ ہو سکی۔ناتمام خود نوشت کے علاوہ ان کے سیکڑوں خطوط اور بیسیوں نگارشات ہنوز غیر مدون اور غیر مطبوعہ ہیں۔ان کے مطبوعہ سرمائے کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ بھید بھنور (منتخب غزلوں اور نظموں کا مجموعہ): امتزاج پبلی کیشنز، لاہور؛ ۱۹۸۶ء

☆ دلائل (تحقیقی، تنقیدی اور علمی وادبی مضامین): سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور؛ ۱۹۹۳ء

- ☆ قرآن اور نظامِ کائنات (تفسیری مضامین)؛ بک سینٹر، راول پنڈی؛ ۲۰۰۰ء
- ☆ مغل مکتبِ مصوری: سولھویں صدی عیسوی (تحقیقی مقالہ)؛ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد؛ ۲۰۰۲ء
- ☆ ردِ عمل (تحقیقی، تنقیدی، علمی و ادبی مضامین)؛ بک سینٹر، راول پنڈی؛ ۲۰۰۶ء
- ☆ محرابِ توحید (مجموعۂ نعت)؛ بک سینٹر، راول پنڈی؛ ۲۰۰۷ء
- ☆ بامِ اندیشہ (مجموعۂ غزل)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۰۸ء
- ☆ ذرا بارش کو تھمنے دو (مجموعۂ نظم)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۱ء
- ☆ دشتِ شب (غزلیں)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۳ء
- ☆ آنچل، آنگن، پھول (ہائیکو نظمیں)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۴ء
- ☆ بارش، تتلی، جگنو (ہائیکو، سین ریو) گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۴ء
- ☆ وادیِ کشمیر (سیاحت)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۶ء
- ☆ مراحل (تحقیقی، تنقیدی اور علمی و ادبی مضامین)؛ گلریز پبلی کیشنز، راول پنڈی؛ ۲۰۱۷ء

[۲]

امین راحت چغتائی اگرچہ مزاجاً کم آمیز تھے اور محفل آرائی انھیں پسند نہ تھی مگر ہم مزاج دوستوں کے مخصوص حلقوں میں وہ ہمیشہ شریک ہوتے اور اپنے تبحرِ علمی اور فکر ونگاہ کی کشادہ دامانی کے سبب محفل کی زیب وزینت کا باعث بنتے۔ انھیں معروف نعت گو شاعر اور صوفی حافظ مظہر الدین کی ہمسائیگی میسر تھی؛ جب تک وہ زندہ رہے، ہر روز اُن کے ''حریمِ ادب'' میں اربابِ علم و دانش اور فکر و نظر کی نشست جمتی۔ امین راحت چغتائی اس نشست کے مستقل ممبر تھے۔ وہاں صاحبزادہ نصیر الدین نصیر اور دوسرے اہلِ کمال جمع ہوجاتے اور علم، ادب، تصوف، اخلاقیات، دین، شعر، تہذیب، سیاست اور سماج کے رنگا رنگ موضوعات گفتگو کا موضوع بنتے۔ اپنے غیر معمولی اوصاف اور وسعتِ مطالعہ کے باعث ان نشستوں میں امین راحت چغتائی روحِ محفل اور جانِ محفل رہے۔ ملک کے دوسرے شہروں کے رہنے والے ممتاز اور معتبر اہلِ فکر ونظر جیسے: ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر اسلم فرخی، ڈاکٹر جمیل جالبی، محمد سلیم الرحمان، ڈاکٹر وزیر آغا، احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر سید عبداللہ وغیرہم سے بھی اُن کے دوستانہ مراسم ہمیشہ مستحکم رہے اور ان سے ملاقاتوں اور خط کتابت کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ امین راحت چغتائی کی وفات کے بعد ان کے فرزندِ ارجمند محترم شاہ رخ میرزا کی عنایت سے راقم کو ان کے نام مشاہیر اہلِ قلم کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا گنجینہ میسر آیا۔ اس گنجینے میں مندرجہ بالا شخصیات کے علاوہ دیگر اہلِ علم و ادب کے کئی مکاتیب شامل ہیں۔ اس ذخیرے سے احمد ندیم قاسمی کے سترہ مکاتیب زیرِ نظر مضمون کے ذریعے پہلی بار اردو ادب کے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ احمد ندیم

قاسمی سے اُن کے علمی وادبی اور دوستانہ تعلقات کا دورانیہ نصف صدی سے زائد عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔دونوں انجمن ترقی پسند مصنّفین کے فعال اور سرگرم رُکن رہے اور ان کی ترقی پسندیت دوسرے ترقی پسند لکھنے والوں کی طرح اُن کے مذہبی اور اخلاقی افکار سے متصادم نہ تھی۔احمد ندیم قاسمی نے امروز، فنون اور صحیفہ میں امین راحت چغتائی کی نگارشات خوش دلی اور احترام کے ساتھ شائع کیں۔دونوں ایک دوسرے کی صلاحیتوں کے قدر دان اور معترف تھے۔زیرِ نظر خطوط میں ان کے باہمی تعلقات کی خوش رنگی جا بہ جا اپنی جھلک دکھاتی ہے۔یہ خطوط اردو ادب کی دو معتبر شخصیات کے باہمی تعلقات و معاملات کی دستاویز ہیں، جو، ان شخصیات کے حوالے سے کام کرنے والوں کے لیے بنیادی ماخذ کا کام دیں گے۔راقم نے ان خطوط کی بہتر اور مؤثر تفہیم کے لیے مختصر حواشی کا اہتمام کیا ہے۔

[۱]

ٹیلی فون:۷۷ ۴۳   پوسٹ بکس نمبر:۱۵۶

اِمروز

(لاہور اور کراچی سے بیک وقت شائع ہونے والا واحد اُردو روزنامہ)

لاہور (پاکستان)

۲۵ رفروری ۱۹۵۷ء

محبی! تسلیم۔

''امروز''(۱) کے جمہوریہ نمبر کے لیے اگر ۷ر مارچ تک کوئی چیز بھجوا سکیں تو آپ کی بڑی عنایت ہوگی۔اُمید ہے کہ آپ بہ عافیت ہوں گے۔

مخلص

احمد ندیم

جناب امین راحت چغتائی صاحب

P/۸۰۸ سید پوری روڈ، راول پنڈی

[۲]

مجلہ فنون

۴۷۔انار کلی، لاہور

۶ رجون ۶۸[۱۹]ء

محترمی و مکرّمی! تسلیم۔

جیسا کہ آپ کو علم ہوگا، ہم آئندہ ستمبر میں ''فنون''(۲) کا جدید غزل نمبر(۳) شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جدید غزل کے اُفق وسیع کرنے میں آپ نے بھی مؤثر حصہ لیا ہے، اس لیے گزارش ہے کہ جون کے وسط تک اپنی پندرہ (مطبوعہ یا غیر مطبوعہ) غزلیں منتخب فرما کر ہمیں بھجوا دیجیے۔(۴) غزلوں کے ہمراہ اپنی ایک تازہ تصویر بھی عنایت کیجیے اور اپنے حالاتِ زندگی بھی نہایت اختصار کے ساتھ لکھ بھیجیے۔ حالاتِ زندگی کے ضمن میں ہمیں صرف تاریخِ پیدائش اور مقامِ پیدائش، تعلیم، مشاغل اور تصانیف کی فہرست درکار ہے۔

''فنون'' آپ کی فوری توجّہ اور تعاون کا طالب ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ کے تعاون کے بغیر ایک ایسا جدید غزل نمبر مرتب کرنا ناممکن ہے جو اُردو ادب کی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل کر سکے۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

مخلص

احمد ندیم

مدیر رسالہ ''فنون'' لاہور

[۳]

مجلہ فنون

۷۴۔انارکلی، لاہور

۶/جولائی ۶۸[۱۹]ء

محترمی چغتائی صاحب! تسلیم۔

عنایت کا شکریہ۔ آپ نئی غزل کے ترقی پسندانہ رُجحانات پر جو مقالہ لکھ رہے ہیں، وہ ضرور لکھیے؛ مجھے اس کا شدید انتظار رہے گا۔(۵) یہ حقیقت ہے کہ نئی غزل پر بیشتر اثرات ہماری ہی تحریک کے ہیں مگر اس اعتراف سے سب کتراتے ہیں، یہ صریح احسان فراموشی ہے۔ یہ مضمون اگر مجھے جولائی کے آخر تک بھی مل جائے تو میں اسے آسانی سے شامل کر سکوں گا۔ ایسے مضمون کی شدید ضرورت ہے کیوں کہ ہمارے ترقی پسند نقاد تو منقارزیرِ پر ہو چکے ہیں۔ گلیاں ''سُنجیاں'' ہیں اور وہاں ''مرزا یار'' کے سوا دوسرا کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا۔(۶)

میرے بارے میں آپ نے جو اظہارِ خیال فرمایا ہے، اس کے لیے سراپا تشکر ہوں۔

محبت کے ساتھ۔

آپ کا

احمد ندیم

[۴]

مجلہ فنون
۴۷۔انارکلی، لاہور
۲۰/اگست ۶۸[۱۹]ء

برادرِ عزیز! آپ کے متعدد خطوط ملے، کس کس کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے میرا بھرپور ہاتھ بٹایا ہے۔ آپ کی صحت اور ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔

آپ کے مضمون نے غزل نمبر کی ایک بہت بڑی کمی کو نہایت سلیقے سے پورا کیا ہے۔ آپ نے وہ سب کہہ دیا ہے، جو ہر دیانت دار نقاد کو کہنا چاہیے مگر ہر نقاد یہ کہنے سے ڈرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں آپ کا یہ مضمون جدید غزل نمبر کا ایک ستون ثابت ہوگا۔

اس کا عنوان نامکمل ہے۔ اگر فیض صاحب کا پورا مصرع بطور عنوان آ جائے تو کیا حرج ہے؟ ''اب وہی حرفِ جنوں سب کی زباں ٹھہری ہے''(۷) اگر یہ بہت طویل ہو تو کوئی اور سہی، مگر صرف ''اب وہی حرفِ جنوں'' سے مضمون کا موضوع کھل کر سامنے نہیں آتا۔ اگر آپ کے نزدیک یہی عنوان مناسب ہے تو یہی سہی۔

مبارک باد کا دلی شکریہ۔ یہ آپ کی شرافت اور دیانت ہے کہ آپ نے اتنی مسرت محسوس کی ورنہ بعض احباب تو خفا سے دکھائی دیتے ہیں۔

سال نامہ فنون جنوری میں لاؤں گا۔ اس کا نصف حصہ غالبؔ کے لیے وقف ہوگا۔ اس نمبر کے لیے ابھی سے کچھ لکھنا شروع کر دیجیے۔ محبت کے ساتھ۔

آپ کا
احمد ندیم قاسمی

[پس نوشت]:
میں تین ہفتے بخار میں مبتلا رہا، چند روز سے ٹمپریچر نارمل ہے مگر بے حد کمزور ہو رہا ہوں، دعا کیجیے۔

[۵]

ماہ نامہ فنون
مدیر: احمد ندیم قاسمی
۴۷۔انارکلی، لاہور
فون: ۶۹۵۸۰
۹/فروری ۷۴[۱۹]ء

محبِّ مکرم! سلام شوق۔

ٹیلی فون پر بات ہوگئی تھی مگر آپ کے کرم نامے میں ایک شکایت بھی تھی۔ اس کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ آپ نے چار پانچ غزلیں یا نظمیں اکٹھا کب بھیجیں؟ اگر بھیجیں تو مجھے یقیناً نہیں ملیں ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ ان میں سے کچھ بھی شائع نہ ہوتا۔ جناب اختر ہوشیار پوری صاحب[۸] کی شکایت جائز ہے۔ ان کا کلام ملتا رہا ہے مگر رنگِ تغزل اس حد تک بدل چکا ہے کہ انتخاب میں خاصی پریشانی ہوتی ہے۔ میرے دفتر میں کوئی بیوروکریٹ نہیں۔ اپنے نام کی ڈاک میں خود ہی کھولتا ہوں۔ بہر حال آپ کا اکٹھا کلام مجھے قطعی نہیں ملا۔ ذرا کاغذات دیکھیے کہیں آپ خط پوسٹ کرنا بھول ہی نہ گئے ہوں۔

سید سجاد ظہیر[۹] پر آپ کی تحریر ضرور درج کروں گا، مگر کراچی میں تو مجھ پر گالیوں کی وہ بوچھاڑ پڑ رہی ہے کہ توبہ بھلی۔ آپ دیکھ رہے ہوں گے اور گالی دینے والے ہمارے ترقی پسند ہی ہیں۔ کیا ترقی پسندی میں بھی حق بات کہنے کا انجام ایسا ہی خوفناک ہوتا ہے![۱۰] شیدائی مرحوم پر آپ نے نظم کہہ کر تاریخ کا حق ادا کر دیا ہے۔

محبت اور دعا کے ساتھ۔

مخلص

ندیم

[۶]

ماہ نامہ فنون

مدیر: احمد ندیم قاسمی

۷۴۔ انارکلی، لاہور

فون: ۶۹۵۸۰

۶ رجون ۷۴[۱۹]ء

محبِّ عزیز! سلامِ مسنون۔

کرم فرمائی کا شکریہ۔ چاروں غزلیں پیاری ہیں۔ اگر تازہ شمارہ پریس میں نہ ہوتا تو ان میں سے دو تو اسی میں شامل کر دیتا۔ بہر حال آئندہ شمارے میں سہی۔ ممنون ہوں کہ آپ مجھے یاد رکھتے ہیں۔ اب تو پرانے دوستوں کو یاد رکھنے کی صفت بھی ناپید ہو چلی ہے۔

برادرم فتح محمد ملک[۱۱] سے تو اب ہفتوں ملاقات نہیں ہوتی۔ فون پر کبھی کبھار بات ہو جاتی ہے مگر یہ رابطہ بھی بہ مشکل قائم ہو پاتا ہے۔ میں تو ان کی اتنی شدید اور پھر غیر علمی مصروفیت کا سخت مخالف ہوں۔ دیکھیں وہ کب اس مصروفیت کو معمول میں بدل پاتے ہیں۔[۱۲] ان کا پتا یہ ہے:

پروفیسر فتح محمد ملک

C-4، بہاولپور ہاؤس

لاہور

اختر صاحب کی غزل بھجوانے کا شکریہ۔ میں اُن سے بہت شرمندہ ہوں۔ اب تلافی کی کوشش کرتا ہوں۔

محبت کے ساتھ۔

مخلص

احمد ندیم

[۷]

فنون

۷۴۔انارکلی، لاہور

۱۸/جون ۷۴[۱۹]ء

محب عزیز و مکرّم! سلامِ شوق۔

غزلیں آئندہ شمارے میں بہرصورت آئیں گی۔ تازہ شمارہ تو شاید آج پوسٹ ہوگا یا زیادہ سے زیادہ کل۔

ترقی پسند تحریک پر ضرور لکھیے۔ میں اسے نہایت مسرت اور اطمینان کے جذبے کے ساتھ چھاپوں گا۔ اس کی ضرورت ہے۔ یہ تحریک پروانڈیا یا پرورشیا عناصر کی سرگرمیوں کے باعث گمراہ ہوئی جا رہی ہے۔ میں اس مضمون کا منتظر رہوں گا۔ آپ کا سا متوازن مزاج ادیب ہی اس موضوع کے ساتھ انصاف کر سکے گا۔

برادرم فتح محمد ملک صاحب سے تو اب فون پہ بھی کم ہی ملاقات ہوتی ہے۔ میں تو ''تلاشِ گمشدہ'' کے عنوان سے ان پر ایک مضمون لکھنے کا سوچ رہا ہوں۔ دعا اور محبت۔

مخلص

ندیم

[۸]

فنون

۷۴۔انارکلی، لاہور

۲۳/نومبر ۷۴[۱۹]ء

محبِ مکرّم! سلامِ مسنون۔

کرم فرمائی کا ممنون ہوں۔ اختر صاحب کی غزلیں بھجوانے کا مزید شکریہ۔ دراصل ان کی غزلوں کی اشاعت میں مجھ سے تاخیر ہوتی رہی ہے اس لیے انھیں میری نیت کے بارے میں بعض شبہات ہوں گے۔ میں شرمندہ ہوں مگر ان کا طرزِ عمل کچھ ایسا ناجائز بھی نہیں ہے۔

پاکستانی کلچر کے مسئلے پر آپ بے شک کھل کر لکھیے۔ میرے تحفظ کا خیال نہ کیجیے کہ جب مجھے وہ لوگ بھی، جنھیں میں اپنا سمجھتا تھا، جی بھر کر کوس چکے ہیں، تو اب تحفظ کا تصور ہی غلط ہے۔ پاکستانی کلچر کے مسئلے پر آپ بسم اللہ کیجیے۔ یہ بحث فنون میں چلنی چاہیے۔ بس ذاتیات محفوظ رہیں ہاں نظریات پر کھل کر لکھا جانا چاہیے۔

دعا ہے آپ بہ خیریت ہوں۔

مخلص

ندیم

[۹]

فنون

لاہور

۹ر دسمبر ۷۵[۱۹]ء

راحت صاحب! سلام شوق۔

کرم فرمائی کا شکریہ۔ یہ آپ نے فنون کی ''بیوروکریسی'' کا عجیب ذکر فرمایا کہ آپ نے مجھے غزلیں بھیجیں جو نہیں چھپیں۔ مجھے یاد ہے کہ مرسلہ غزلوں میں سے بیشتر شائع ہو چکی ہیں اور پرچہ بھی باقاعدگی سے نذر کرتا ہوں۔ نہ جانے اس فقیرانہ رسالے کی ''بیوروکریسی'' کا تجربہ آپ کو کیسے ہوا؟ جب کہ آپ نے ''پھر'' تک کا لفظ استعمال کیا ہے ''پھر 'بیوروکریسی' کی نذر ہو گئیں!''

راشد مرحوم[۱۳] پر نظم اچھی ہے۔ کل ہی لندن سے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ اگر انھیں نذرِ آتش کیا گیا تو یہ ان کی وصیت نہیں تھی بلکہ ان کے بعض ''خیر خواہوں'' کا فیصلہ تھا۔ وہ اس ضمن میں تحقیق کر رہے ہیں۔[۱۴]

مخلص

ندیم

[۱۰]

ماہ نامہ فنون

مدیر: احمد ندیم قاسمی

۴۷۔انارکلی، لاہور

فون: ۶۹۵۸۰

۹/اگست ۷۶[۱۹]ء

محبِ عزیز! کرم فرمائی کا دلی شکریہ۔ نعت لا جواب ہے۔ میں چاہتا ہوں رسمی نعت گوئی کی روایت میں حقیقت پسندی اور متوازن عقیدت کے اظہار سے اصلاح کی جائے اور آپ لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ (ہاں، ضمناً یہ استفسار کرنا ہے کہ نعت کی تیسری سطر ''کبھی میں قبیلۂ عذرۃ کا زائر'' میں کہیں لفظ قبیلہ، اضافت کے ساتھ ''قبیلائے عذرۃ'' تو نہیں پڑھا جائے گا؟ اس صورت میں یہ غلط ہو جائے گا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟)(۱۵)

غزلیں بھی پیاری ہیں اور نظم بھی اچھی ہے۔ ستم یہ ہوا کہ پرچہ کب سے مرتب ہو کر پریس جا چکا ہے۔ نظموں کے حصے میں آدھ صفحے کی گنجائش تھی مگر آپ سینیر شاعر ہیں اور جو آدھا صفحہ بچا رکھا ہے وہ آپ کے مرتبے سے خاصا نیچے ہے۔ جی چاہتا ہے نظم کو اسی جگہ کے لیے لکھوا لوں۔ نظم خود قاری کے ذہن کو کھینچ کر اوپر لے جائے گی۔ ابھی سوچ رہا ہوں۔ اگر میں یہ حرکت کر ہی بیٹھا تو محسوس نہ کیجیے گا۔

نیا پتا نوٹ کر لیا ہے۔

ہاں! آپ کو سفارت خانے میں کچھ ادبی رسائل (انگریزی میں) بھی تو آتے ہوں گے یا پھر ایسی کتابیں جو جاپانی ادب کے مشتاقوں میں تقسیم کی جاتی ہوں۔ اگر ایسا ہے تو کرم فرمائی کیجیے۔ دعا کے ساتھ

مخلص

ندیم

[۱۱]

فنون

۴۷۔انارکلی، لاہور

۲۳/اگست ۷۶[۱۹]ء

محبِ مکرّم! سلامِ مسنون۔

عنایت نامہ ملا۔ نظم بہت ہی عمدہ ہے۔ بہت لطف آیا۔ تازہ شمارہ تو کئی روز سے پریس میں پڑا ہے۔ آئندہ سب چیزیں یک جا پیش کر دوں گا۔

اگر ٹوکیو سے کوئی ادبی چیز آئے اور وہ فالتو ہو تو مجھے ضرور بھجوایئے گا۔ جاپان میں مسٹر کاواسا کی میرے دوست ہیں۔ انھوں نے مجھے شاعری کے بعض مجموعے (انگریزی تراجم) بھجوائے تھے۔ بہت لطف آیا۔

کیا مکان ابھی تک نہیں مل سکا؟ دعا ہے آپ بالکل خیریت سے ہوں۔

محبتوں کے ساتھ۔ مخلص

ندیم

[۱۲]

ماہ نامہ فنون

۴۔میکلوڈ روڈ، لاہور

۳رنومبر ۸۶[۱۹]ء

امین راحت صاحب! سلامِ مسنون۔

''بھید بھنور''(۱۶) کا دلی شکریہ۔ لاہور واپسی پر یہ کتاب ملی۔ خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنی شاعری کو آخر کار سمیٹا۔ چند روز میں بروشر کے لیے چند سطور نذر کروں گا ان شاء اللہ۔ ''فنون'' میں تبصرہ یقیناً آئے گا مگر کیا یہ ممکن ہو گا کہ آپ راولپنڈی سے کسی صاحب کا لکھا ہوا تبصرہ بھجوا دیں؟

دعا کے ساتھ۔

مخلص

ندیم

[۱۳]

ماہ نامہ فنون

۴۔میکلوڈ روڈ، لاہور

۱۴ر دسمبر ۸۶[۱۹]ء

مکرمی راحت صاحب! سلامِ مسنون۔

ارشادِ گرامی کی تعمیل کر رہا ہوں۔ تاخیر کی معذرت عرض کر چکا ہوں مگر مکرر معذرت کی بھی گنجائش موجود ہے، سو وہ بھی قبول کیجیے۔ بڑے بڑے نقادوں کے دیباچوں کی موجودگی میں مجھ عاجز کی چند سطور کی کیا حیثیت؟ مگر آپ کے سے مہربان کے حکم سے سرتابی بھی تو مشکل ہے۔

دعا ہے آپ بہ خیریت ہوں۔

مخلص

احمد ندیم

[رائے]:

امین راحت چغتائی کو اپنے مجموعۂ کلام کا کتنا بلیغ نام سوجھا ہے! سبھی انسان ازل سے اب تک اس ''بھید بھنور'' کے اسیر ہیں جس میں سے علم و حکمت اور فکر و فن کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ وہ کیفیت جسے صوفیہ نے ''حیرت'' کہا ہے دراصل ''بھید بھنور'' ہی کا دوسرا نام ہے۔ خدا کرے ابد تک ''بھید بھنور'' ہمارا مقدر رہے کیوں کہ جب یہ بھنور ٹوٹا تو وہ قیامت کا دن ہوگا۔

امین راحت چغتائی اُن دنوں سے میرے رفیق ہیں، جب ہم دونوں انجمن ترقی پسند مصنّفین کے سرگرم کارکن تھے اور فن کو ''فنِ محض'' نہیں گردانتے تھے۔ ممکن ہے اب اُن کے کلام میں میرا جی کی جھلکیوں کا بھی سراغ مل جائے، ہندو دیو مالا کے کردار بھی اس کے فن کی اوٹ سے جھانکتے دکھائی دے جائیں مگر میں آج بھی اسے زندگی کا ایک بھرپور جذباتی اور حسیاتی اور جمالیاتی زندگی کا نمائندہ شاعر قرار دیتا ہوں۔ اس کے ہر مشاہدے میں زندگی کا انعکاس ہے۔ اس کے ہر تجربے میں زندگی متنوع زاویوں سے جلوہ فرمائیوں میں مگن ملتی ہے۔ نرمی، لطافت اور رمز اس کے فن کی خصوصیات ہیں۔ ساتھ ہی اس کے جذبے میں فکر کی کارفرمائیاں اور اس کی فکر میں جذبے کی شگوفہ کاریاں ہیں اور یوں وہ ایک ایسا منفرد شاعر ہے، جس کی پہچان اس کے جذبے کی سچائی اور اس کے بیان و زبان کی شائستگی ہے۔

احمد ندیم قاسمی

[۱۴]

احمد ندیم قاسمی

فنون۔ میاں چیمبرز، ۳۔ ٹمپل روڈ، لاہور

فون: ۶۳۰۴۸۲۰-۶۳۶۴۸۲۴

فیکس: ۶۳۰۴۸۲۰

۸ر فروری ۲۰۰۳ء

امین راحت صاحب! سلامِ مسنون۔

خط ملا، ممنون ہوں۔ عالی رضوی (۱۷) پر آپ نے عمدہ نظم بھیجی ہے۔ آخری برسوں میں عالی صاحب روزنامہ ''جنگ'' سے وابستہ تھے اور ''جنگ'' سے میرا رابطہ انھی کی بدولت تھا۔ میں ''جنگ'' کے دفتر کبھی نہیں گیا مگر عالی وہاں موجود تھے، اس لیے مجھے وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ مجھے ان کی رحلت کا دکھ ہوا ہے۔ آخر آپ کی طرح وہ بھی تو تحریک میں شامل تھے اور ان کے ذہن میں یہ رفاقت اب تک روشن تھی۔ آپ نے ان کی رحلت پر دلآویز نوحہ لکھا ہے۔ یہ آئندہ ''فنون'' میں درج ہوگا ان شاء اللہ۔

نظم ''طور'' بھی بہت مؤثر ہے۔ صرف ایک جگہ لفظ ''طرح'' نے گڑ بڑ کی ہے۔

کبھی ایک بگولے کی طرح

یہاں طرح ''طرحا'' پڑھا جائے گا۔ اس مصرعے کو بدل دیں تو بہتر ہوگا۔ [۱۸]

دعا اور محبت کے ساتھ۔ مخلص

احمد ندیم

[۱۵]

FUNOON

A Standard Magazine

Arts Devoted to Literature

Phone:۶۳۰۹۸۲۰

۱۶/اگست ۲۰۰۴ء

محترمی چغتائی صاحب! سلامِ مسنون۔

مقالہ ''ثنویت کا مسئلہ'' ملا۔ شکر گزار ہوں۔ موضوع نہایت اہم ہے۔ ''ثنویت'' کا ذکر تو بعض نقادوں کے ہاں ہوتا رہتا ہے مگر اس مسئلے پر پورا مقالہ آپ ہی نے تحریر کیا ہے۔ [۱۹]

موضوع بھاری بھرکم ہے مگر ایک تو موضوع اہم تھا، دوم آپ اتنے خوش خط ہیں کہ پڑھنے میں کوئی دِقت محسوس نہیں ہوتی۔

''فنون'' ۱۲۲ تو پریس میں ہے۔ اس ماہ کے اواخر میں شائع ہوگا۔ آپ کا مقالہ ان شاء اللہ ''فنون'' ۱۲۳ کی زینت بنے گا۔ دعا اور محبت کے ساتھ۔

مخلص

احمد ندیم

[۱۶]

سہ ماہی ''صحیفہ''

مجلسِ ترقیِ ادب۔ کلب روڈ، لاہور

۲۸/جولائی ۰۵[۲۰]ء

محترمی و مکرّمی امین راحت چغتائی صاحب! سلامِ مسنون۔

میں چاہتا ہوں کہ مجلسِ ترقیِ ادب (۲۰) کے مجلہ ''صحیفہ''[۲۱] کے معیاروں کو کچھ اور بلند کیا جائے اور یہ آپ کے تعاون ہی سے ممکن ہے۔ استدعا ہے کہ اپنی تحقیقی وتنقیدی کاوشوں میں سے چند صفحات ''صحیفہ'' کو بھی عنایت فرمائیے۔

میں آپ کی کرم فرمائی کا منتظر رہوں گا۔

خیر اندیش

احمد ندیم قاسمی

ناظم/مدیر

[۱۷]

سہ ماہی ''فنون''

مدیر: احمد ندیم قاسمی

فون اور فیکس: ۶۳۰۴۸۲۰

یکم اگست ۲۰۰۵ء

محترمی ومکرّمی چغتائی صاحب! سلامِ مسنون۔

ایک ضروری گزارش کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ آپ کا مقالہ ''تفسیری تنقید'' میں نے اس سے پہلے بھی پڑھ رکھا تھا مگر اب کمپوزر کے حوالے کرنے سے پہلے مکرر پڑھا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ ''فنون'' کے قارئین کی غالب اکثریت کے فہم سے بہت اونچا ہے اور فنون میں اس کی اشاعت مناسب نہیں ہوگی۔

آپ کو علم ہے کہ مجلسِ ترقیِ ادب کے ناظم کی حیثیت سے میں مجلس کے مجلّہ ''صحیفہ'' کا بھی مدیر ہوں اور اس میں صرف تحقیقی اور تنقیدی مضامین ہی شائع ہوتے ہیں۔ چناں چہ میری گزارش ہے کہ ''تفسیری تنقید'' کو ''فنون'' کی بجائے ''صحیفہ'' میں درج کرنے کی اجازت دیجیے۔ مقالہ آپ نے حیرت انگیز محنت وکاوش سے لکھا ہے۔ ''صحیفہ'' میں اس کا اندراج اس لحاظ سے نہایت مفید رہے گا کہ یہ اربابِ تحقیق تک پہنچ جائے گا۔ اجازت کا منتظر ہوں۔

میرے ہاتھ کی اُنگلیاں سُن رہنے لگی ہیں اس لیے قلم ہاتھ سے نکل نکل جاتا ہے۔ چناں چہ بدخطی کی بھی معذرت۔

مخلص

احمد ندیم

حواشی

(۱) ترقی پسند سیاسی رہنما میاں افتخار الدین کے ادارے پروگریسو پیپرز لمیٹڈ (پی پی ایل) کے زیرِ اہتمام ایک انگریزی اخبار

پاکستان ٹائمز اور ایک اُردو اخبار امروز شائع ہوتا تھا۔ احمد ندیم قاسمی مارچ ۱۹۵۳ء سے اپریل ۱۹۵۹ء تک اردو اخبار امروز کے ایڈیٹر رہے۔

(۲) اُردو کا عہد ساز ادبی رسالہ۔ احمد ندیم قاسمی نے حکیم حبیب اشعر کے اشتراک سے مئی ۱۹۶۳ء میں لاہور سے فنون کا اجرا کیا۔ اس رسالے نے تخلیقی اور تنقیدی ادب کے فروغ میں سرگرم اور فعال کردار ادا کیا۔ فنون کے یادگار نمبر اور خاص شمارے حلقۂ علم و ادب میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

(۳) فنون کا جدید غزل نمبر دو ضخیم جلدوں میں جنوری ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔ جدید اُردو غزل کے ممتاز اور عہد ساز شعرا کے ساتھ ساتھ اس دور کے نئے لکھنے والوں کی غزلوں کا عمدہ انتخاب اور جدید غزل پر تنقیدی مضامین اس میں شامل ہیں۔ جدید اُردو غزل کے تحقیقی مطالعے کے لیے یہ نمبر ہمیشہ بنیادی ماخذ کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا۔

(۴) فنون کے غزل نمبر میں امین راحت چغتائی کی دس غزلیں شامل ہیں۔ ان غزلوں کا ایک ایک مصرع بالترتیب درج ذیل ہے:

۱۔ جرس مے نے پکارا ہے، اُٹھو اور سنو
۲۔ آج وہ پھول بنا، حسنِ دل آرا دیکھا
۳۔ ہو سکے تو دلِ صد چاک دکھایا جائے
۴۔ میں تری دسترس سے بہت دُور تھا
۵۔ مرے بدن سے کبھی آنچ اس طرح آئے
۶۔ زندگی ایک سزا ہو جیسے
۷۔ ہمیں تھے جانِ بہاراں، ہمیں تھے رنگِ طرب
۸۔ کیا بتائیں، کہاں کہاں تھے پھول
۹۔ جو میکدے سے بھی دامن بچا بچا کے چلے
۱۰۔ منزلِ شمس و قمر سے گزرے

(۵) امین راحت چغتائی کا یہ مضمون فنون کے جدید غزل نمبر جلد اوّل میں اب وہی حرفِ جنوں۔۔۔ کے عنوان سے شائع ہوا۔ دیکھیے: فنون (جدید غزل نمبر: جلد اوّل)؛ ص ۲۳۱ تا ۲۴۶

(۶) احمد ندیم قاسمی نے معروف پنجابی مصرعے: ''گلیاں ہو جان سُنجیاں وچ مرزا یار پھرے'' سے استفادہ کیا۔

(۷) امین راحت چغتائی نے احمد ندیم قاسمی کے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا اور فیض کا پورا مصرع بہ طور عنوان اختیار نہ کیا۔ بعد ازاں ان کے مجموعۂ مضامین دلائل میں بھی اسی مختصر عنوان سے شائع ہوا۔

(۸) معروف شاعر۔ اصل نام عبدالسلام تھا۔ بھارت کے شہر ہوشیار پور میں ۲۰/اپریل 1918ء کو پیدا ہوئے۔ مختلف اصنافِ شعر میں کلام کہتے تھے۔ ان کے کئی شعری مجموعے شائع ہوئے، جن میں علامت، گئی رات کے خواب، سرسوں کے پھول، حرفِ ہنر اور لہو رنگ شام خاص طور پر مشہور ہوئے۔ ان کا انتقال ۱۸/مارچ ۲۰۰۷ء کو راول پنڈی میں ہوا۔

(۹) نامور مارکسی نقاد، ادیب اور دانش ور۔ سجاد ظہیر ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے بانی اراکین میں شامل ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں فیض احمد فیض کے ساتھ مل کر پاکستان کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی۔ راول پنڈی سازش کیس میں، پابندِ سلاسل رہے۔ ۱۱/ستمبر ۱۹۷۳ء میں انتقال ہوا۔ لندن کی ایک رات، روشنائی، ذکرِ حافظ اور پگھلتا نیلم ان کی کتابیں ہیں۔

(۱۰) سید سجاد ظہیر کو احمد ندیم قاسمی کی اسلام کے ساتھ وابستگی پسند نہ تھی۔ قاسمی نے ۱۹۴۸ء میں انجمن ترقی پسند مصنّفین کا سکریٹری بننے

سے قبل امروز میں احتجاج واحتیاط کے عنوان سے مضمون لکھا تھا جس میں ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور میری نظر میں اسلام اور کمیونزم میں کوئی فرق نہیں۔ نومبر ۱۹۴۹ء احمد ندیم قاسمی انجمن کے سیکرٹری چُنے گئے۔ ان کے نظریات کے بارے میں سید سجاد ظہیر کو تشویش رہی۔ ایک خط بھی احمد ندیم قاسمی کے نام اس سلسلے میں لکھا، جواب میں احمد ندیم قاسمی نے ان کی اسلام نافہمی کا برملا ذکر کرتے ہوئے اسلام کے بارے میں اپنے مؤقف کا سختی سے دفاع کیا۔ تفصیل کے لیے امین راحت چغتائی کا مضمون احمد ندیم قاسمی کی نظریاتی شخصیت دیکھا جا سکتا ہے جو ان کے تنقیدی مجموعۂ مضامین مراحل [مطبوعہ: ۲۰۱۷ء] میں شامل ہے۔

(۱۱) معروف نقاد اور دانش ور۔ پروفیسر فتح محمد ملک ۱۹۳۶ء کو ٹھی تحصیل تلہ گنگ ضلع اٹک [حال: چکوال] میں پیدا ہوئے۔ مختلف پاکستانی اور غیر ملکی اداروں میں تدریسی اور انتظامی خدمات انجام دیں۔ تعصبات، تحسین وتردید، اندازِ نظر، اپنی آگ کی تلاش، اقبال فکر وعمل، احمد ندیم قاسمی شاعر اور افسانہ نگار اور سعادت حسن منٹو: ایک نئی تعبیر ان کی معروف تنقیدی کتابیں ہیں۔ پاکستانیات اور اقبالیات پر ان کا کام حوالے کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۲) ان دنوں [۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء] فتح محمد ملک ادارۂ تحقیق وترقی برائے تعلیم حکومتِ پنجاب میں بہ طور ڈپٹی ڈائریکٹر کام کرتے تھے، ۱۹۷۴ء میں محمد حنیف رامے جب پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ ہوئے تو بہ طور پریس سیکرٹری ان کے ساتھ کام کیا۔ اس عرصے میں وہ اپنی ملازمتی مصروفیات کے باعث علمی وادبی کام سے کنارہ گیر رہے۔

(۱۳) معروف نظم نگار ن م راشد مراد ہیں۔ ان کی وفات [۹/ اکتوبر ۱۹۷۵ء] پر امین راحت چغتائی نے نظم کہی۔

(۱۴) احمد ندیم قاسمی کا اشارہ ساقی فاروقی کی طرف ہے۔ راشد کی آخری رسوم میں ان کی انگریز بیوی شیلا، ساقی فاروقی، عبداللہ حسین اور چند دوسرے لوگ شریک ہوئے۔ ساقی فاروقی نے اپنی خودنوشت آپ بیتی/پاپ بیتی میں لکھا ہے کہ شیلا نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے راشد کو نذرِ آتش کرا دیا، اس سلسلے میں اس نے راشد کے بیٹے شہریار سے بھی مشورہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جو ٹریفک کے رش کی وجہ سے آتش کدے تک دیر سے پہنچا۔

(۱۵) یہ مصرع چغتائی صاحب کی نعتیہ نظم "محرابِ توحید" کا ہے۔ انھوں نے احمد ندیم قاسمی کی نشان دہی پر نظم کی لائن یوں کر دی:

کبھی قریۂ آلِ عذرۃ کا زائر

اسی نظم کے عنوان پر امین راحت چغتائی نے اپنا مجموعہ مرتب کیا، جو ۲۰۰۷ء میں بک سینٹر، راول پنڈی سے شائع ہوا۔ یہ نظم بھی اس مجموعے میں شامل ہے۔

(۱۶) امین راحت چغتائی کی نظموں اور غزلوں کا اولین مجموعہ بھید بھنور مئی ۱۹۸۶ء میں امتزاج پبلی کیشنز، لاہور نے شائع کیا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر وزیر آغا کے مضامین اور ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر جمیل جالبی اور احمد فراز کی آرا بھی مجموعے میں شامل ہیں۔ مجموعہ حسنِ طباعت کا عمدہ نمونہ ہے، جابہ جا مصورِ مشرق عبدالرحمٰن چغتائی کی تصاویر نے مجموعے کی جاذبیت اور دل پذیری میں اضافہ کیا ہے۔

(۱۷) ممتاز صحافی، شاعر، ادیب اور اداریہ نویس۔ ۱۹۲۹ء کو امروہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ کوہستان، مشرق اور جنگ جیسے روزناموں سے وابستہ رہے۔ مشرق لاہور اور کوئٹہ کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر بھی رہے۔ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۳ء کو راہیِ ملکِ عدم ہوئے۔

(۱۸) قاسمی صاحب کا مشورہ مانتے ہوئے چغتائی صاحب نے اس مصرعے کو بدل کر یوں کر دیا: کبھی اِک بگولا سا بن کر۔ یہ نظم طور بعدازاں ان کے مجموعۂ نظم ذرا بارش کو تھمنے دو میں شامل ہوئی۔

(۱۹) یہ مضمون بعد ازاں امین راحت چغتائی کے تنقیدی مجموعۂ مضامین ردِ عمل میں شامل ہوا۔ ردِعمل ۲۰۰۶ء میں بُک سینٹر، راول پنڈی کے اہتمام سے شائع ہوا۔

(۲۰) ۱۹۵۰ء میں حکومتِ مغربی پاکستان نے محکمۂ تعلیم کی نگرانی میں ایک ادارہ مجلسِ ترجمہ قائم کیا، اس کا مقصد مشرق ومغرب کی بلند پایہ علمی کتابوں کے تراجم کرانا اور انھیں شائع کرنا تھا۔ بعد ازاں ۱۹۵۴ء میں اسے مجلسِ ترقیِ ادب کا نام دے کر اس کے دائرۂ کار کو بڑھا دیا گیا۔ اُردو کے کلاسیکی ادب اور ادبِ عالیہ کی اشاعت وفروغ اس کا بنیادی مقصد قرار پایا۔ ۱۹۷۵ء میں اسے محکمۂ تعلیم کے بجائے وزارتِ اطلاعات سے وابستہ کر دیا گیا۔ امتیاز علی تاج، پروفیسر حمید احمد خاں، احمد ندیم قاسمی، شہزاد احمد، ڈاکٹر تحسین فراقی مختلف ادوار میں اس کے ناظم رہے۔ موجودہ ناظم منصور آفاق ہیں۔ ادارے نے اُردو کے کلاسیکی سرمائے کی تدوین و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

(۲۱) مجلسِ ترقیِ ادب کا ترجمان علمی، تحقیقی اور تنقیدی جریدہ صحیفہ کا اجرا ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ اس کے مدیران میں سید عابد علی عابد، ڈاکٹر وحید قریشی، احمد ندیم قاسمی، شہزاد احمد، رفاقت علی شاہد اور افضل حق قرشی کے نام شامل ہے۔ صحیفہ کے کئی خاص نمبر شائع ہوئے، جن میں: غالب نمبر، اقبال نمبر، جنگِ آزادی نمبر، شبلی نمبر، سرسید نمبر، حالی نمبر اور مکتوبات نمبر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مآخذ

(۱) چغتائی، امین راحت، مراحل، راول پنڈی: گلریز پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء

(۲) ــــــــــ، محرابِ توحید، راول پنڈی: بُک سینٹر، ۲۰۰۷ء

(۳) ــــــــــ، ردِ عمل، راول پنڈی: بُک سینٹر، ۲۰۰۶ء

(۴) ــــــــــ، ذرا بارش کو تھمنے دو، راول پنڈی: گلریز پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء

(۵) ــــــــــ، بھید بھنور، لاہور: امتزاج پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء

(۶) ساقی فاروقی، آپ بیتی پاپ بیتی، کراچی: اکادمی بازیافت، فروری ۲۰۰۹ء

(۸) ناشاد، ارشد محمود، مکاتیبِ ہم نفساں، اٹک: سرمد اکادمی، ۲۰۲۰ء

رسائل

(۱) فنون، (جدید غزل نمبر، دو جلدیں)؛ لاہور؛ جنوری ۱۹۶۹ء۔